یسوعؔ کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا

از : ڈاکٹر ولیم لین کریگ

ترجمہ : ندیم میسیؔ

(محترم قارئین آپ کی مدد کے لئے مشکل اُردو الفاظ کے معنی اُن کے ساتھ ہی قوسین میں دیئے گئے ہیں تا کہ آپ اِس علم سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہو سکیں۔)

ڈاکٹر ولیم لین کریگ نے یسوعؔ کی خالی قبر، صلیبی موت کے بعد یسوع کے اپنے شاگردوں پر ظاہر ہونے اور اُسکے جی اُٹھنے کے متعلق شاگردوں کے ایمان کے آغاز کو مدِنظر رکھتے ہوئے یسوعؔ مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بارے میں تاریخی بنیادوں کی صداقت کی جانچ پڑتال کی ہے۔

حال ہی میں مَیں نے کینیڈا کی ایک بہت بڑی یونیورسٹی میں خُدا کے وجود کے بارے میں تقریر کی۔ میری تقریر کے بعد ایک مخلوط تعلیم گاہ کی قدرے برہم طالبہ نے اپنے رائے دہی کے کارڈ پر لکھا کہ "مَیں اُس وقت تک آپ کے ساتھ متفق تھی جب تک آپ نے یسوعؔ کے بارے میں بات کرنا نہیں شروع کی تھی۔ (حقیقی) خُدا مسیحیوں کا خُدا نہیں ہے۔"

آج کل کے دَور میں ایسا رویہ بیحد عام ہے۔ زیادہ تر لوگ آج اِس بات پر تو اتفاق کرنے کے لئے راضی ہیں کہ خُدا واقعی ہی موجود ہے، لیکن ہمارے کثرت پسندانہ معاشرے میں آج اِس بات کا دعویٰ سیاسی اعتبار سے غلط تصور کیا جاتا ہے کہ خُدا نے واقعی ہی اپنے آپ کو یسوعؔ ناصری کی ذات کی صورت میں ظاہر کیا ہے۔ مسیحی لوگ ہندوؤں، یہودیوں اور مسلمانوں کے مقابلے میں اِس سوچ کے لئے کیا جواز پیش کر سکتے ہیں کہ وہ جس خُدا کو مانتے ہیں وہی حقیقی خُدا ہے؟

اِس بات کے بارے میں نئے عہد نامے کا جواب ہے کہ : "یسوع مسیح کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا"۔ "کیونکہ اُس نے ایک دن ٹھہرایا ہے جس میں وہ راستی سے دُنیا کی عدالت اُس آدمی کی معرفت کرے گا جسے اُس نے مقرر کیا اور اُسے مُردوں میں سے جِلا کر یہ بات ثابت کر دی ہے" (اعمال 17 باب 31 آیت)۔ مسیح کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا دراصل اُسکے اپنی ذات کے بارے میں خود کیے ہوئے انتہائی قسم کے الٰہی اختیارات یعنی (الوہیت) کے دعوؤں کی خُدا کی طرف سے تائید اور تصدیق ہے۔

پھر ہم کس طرح یہ جان پاتے ہیں کہ یسوعؔ واقعی ہی مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے؟ ایسٹر کا گیت لکھنے والے ایک شاعر نے لکھا ہے کہ " تم یہ پوچھتے ہو کہ وہ کیسے زندہ ہے؟ وہ میرے دل کے اندر زندہ ہے!" ذاتی سطح پر تو یہ جواب بالکل موزوں ہے۔ لیکن جب ایک مسیحی شخص غیر مسیحیوں سے بات چیت کرتا ہے - جیسے کہ مقامی اخبار کے ایڈیٹر کو خط لکھنا، ریڈیو کے پروگرام میں فون پر بات کرنا، اپنے بچوں کے اساتذہ سے ملاقات کرنا، اور یا پھر اپنے ساتھ کام کرنے والوں سے گفتگو کرنا وغیرہ - تو پھر یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے ایمان کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے ٹھوس خارجی ثبوت پیش کرنے کے قابل ہوں۔ اگر ایسا نہ ہو تو ہمارے ایمان کے دعوے کسی بھی ایسے شخص کے دعوؤں سے زیادہ درست نہیں جو خُدا کیساتھ ذاتی، خفیہ اور پُراسرار تجربات کا دعویدار ہو۔

حسنِ اتفاق سے مسیحیت جسکی جڑیں تاریخ میں بڑی گہری اور مستحکم ہیں ایسے دعوے کرتی ہے جن پر تاریخی لحاظ سے ہر ضروری حد تک تحقیق کی جا سکتی ہے۔فرض کیا کہ ہم نئے عہد نامے کی تحریروں کو الہامی کلام کی بنیاد پر قبول نہ کریں بلکہ اُنکی حقانیت (سچائی، وثوق) کو اپنے طور پر فرض کر لینے کی بجائے اُنہیں زمانہ ء قدیم کی تاریخ کے دیگر معلوماتی وسائل کی سطح پر خیال کریں اور اُنہیں محض یونانی دستاویزات کا وہ مجموعہ سمجھیں جو پہلی صدی سے ہم تک پہنچا ہے۔تو ہم یہ جان کر حیران ہو جائیں گے نئے عہد نامے کے ناقدین(تنقید کرنے والوں) کی اکثریت جو اناجیل پر بالکل اِسی انداز سے تحقیق کرتی ہے اُن مرکزی حقائق کو سچ کے طور پر قبول کرتی ہے جن کی بنیاد پر یسوعؔ کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی حقیقت سامنے آتی ہے۔مَیں اِس بات پر زور دینا چاہتا ہوں کہ یہاں پرمیں صرف سچے مسیحی یا اعتدال پسند عالمین کے بارے میں بات نہیں کر رہا بلکہ نئے عہد نامے کے ناقدین(تنقید کرنے والوں) اور مبصرین(تبصرہ ومشاہدہ کرنے والوں) کے اُس وسیع حلقے کی بات کر رہا ہوں جو غیر مذہبی اور غیر مسیحی یونیورسٹیوں میں پڑھاتے ہیں۔جس قدر یہ بات حیران کن معلوم ہوتی ہے ، ناقدین کی اکثریت نے اُسی قدر اُن بنیادی حقائق کو تاریخی ماننا شروع کر دیا ہے جو مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی تائید کرتے ہیں۔

حقیقت # 1: مصلوب کئے جانے کے بعد یسوعؔ کی لاش کو ارمتیہ کے یوسف کی قبر میں دفن کیا گیا:

یہ حقیقت بیحد اہمیت کی حامل ہے کیونکہ یہ جیزز سیمنیار (تنظیم)کے انتہا پسند عالم جان دومنیک کروسنؔ کے بیان کی تردید کرتی ہے۔اِس حقیقت کی روشنی میں یسوعؔ کی تدفین کی جگہ کوئی مخفی یا گمنام مقام نہیں تھابلکہ وہ ایک ایسی جگہ تھی جس کے بارے میں یہودی اور مسیح کے پیروکار اچھی طرح واقف تھے۔ایسی صورتحال میں اگر مسیح کی قبر خالی نہ پائی جاتی تو اُس کے شاگرد کسی صورت یروشلیم میں اُس کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کا اعلان نہیں کر سکتے تھے۔نئے عہد نامے کے مُحققین(تحقیق کرنے والوں) نے اِس حقیقت کو مندرجہ ذیل ثبوتوں کی بنیاد پر قائم کیا ہے۔

ا: 1 کرنتھیوں15:3 تا5 آیات میں پولسؔ کی طرف سے پیش کی جانے والی بہت ہی قدیم روایت یسوع کی تدفین کی تصدیق کرتی ہے۔

چنانچہ مَیں نے سب سے پہلے تم کو وہی بات پہنچا دی جو مجھے پہنچی تھی

۔۔۔کہ مسیح کتابِ مُقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کے لئے مؤا،

اور دفن ہوا،

اور تیسرے دن کتابِ مُقدس کے مطابق جی اُٹھا،

اور کیفا کو اور اُسکے بعد اُن بارہ کو دکھائی دیا

اِس معلومات کی بابت جو پولسؔ کرنتھیوں کو پہنچا رہا ہے وہ نہ صرف مخصوص ربّانی اصطلاحات "جو مُجھے پہنچی" ، "تم کو پہنچا دی" استعمال کرتا ہے بلکہ 3 تا 5 آیات چار سطروں پر مشتمل ایک نہایت رسمی طرز پر ڈھالا ہوا نسخہ ہے جس میں پولسؔ کے ذاتی طرزِ تحریر کی کوئی خصوصیت نہیں پائی جاتی۔ اِس بات نے تمام عالمین کو اِس بات پر قائل کیا ہے کہ جب پولسؔ یہ بات کر رہا ہے تو وہ درحقیقت ایک پرانی روایت کا حوالہ دے رہا ہے جو مسیح کو قبول کرنے کے بعد اُس تک پہنچی تھی۔یہ روایت غالباً 36ء بعد از مسیح میں پولسؔ کے حقائق کی تلاش میں یروشلیم کے دَورے سے منسلک ہے

جب اُس نے دو ہفتے کیفاؔ اور یعقوب کے ساتھ گزارے (گلتیوں18 باب1 تا19 آیات)۔ پس یہ روایت یسوعؔ کی صلیبی موت کے قریباً پانچ سال بعد کے دور کی ہے۔ اِس قدر محدود مدت اور اِتنا شخصی تعلق اور ملاقات اِس روایت میں کسی قسم کی دیومالائی ، اساطیری یا افسانوی بات کے پنپنے کے خیال کو بالکل بے بنیاد بنا تی ہے۔

۲: مسیح کی تدفین کی کہانی بہت پرانے روایتی مسیحی مواد کا حصہ ہے جسے مرقس نے اپنا انجیلی بیان قلمبند کرتے ہوئے استعمال کیا۔ چاروں انجیلی بیانات میں یسوعؔ کی زندگی کے بڑے مختصر واقعات پر روشنی ڈالی گئی ہے ، اور کئی مقامات پر اِن واقعات کے اندر باہمی ربط اور تواتر (گہری تفصیل) نہیں ملتی ، اور نہ ہی یہ واقعات تاریخ وارانہ ترتیب کیساتھ پیش کئے گئے ہیں۔ لیکن جب ہم مسیح کے دکھوں کے بیان تک پہنچتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اناجیل میں یہ مخصوص بیان بڑا ہموار ، فصیح اور متواتر ہے۔ اِس سے یہ ظاہر ہوتاہے کہ مرقس کے پاس اپنا انجیلی بیان قلمبند کرنے کے لئے موجود معلوماتی ذرائع میں مسیح کے دکھوں کی کہانی بھی ایک اہم معلوماتی ذریعہ تھی۔ اب جب کہ علماء کی اکثریت یہ خیال کرتی ہے کہ دیگر انجیلی بیانات میں سے مرقس کا بیان سب سے پہلا ہے تو یہ بات واضح ہے کہ یسوعؔ کے دکھوں کی کہانی کے لئے مرقس کا معلوماتی ذریعہ بلا شک و شبہ اُسکے انجیلی بیان سے بھی کافی پرانا ہے۔ چاروں انجیلی بیانات کے موازنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یسوعؔ کے دکھوں کی کہانی میں اُسکی تدفین کے واقعے تک سب کی فراہم کردہ تفصیلات یکساں ہیں۔ اِس سے واضح ہوتا ہے کہ یسوعؔ کی تدفین کا تاریخی واقعہ اُسے دکھوں کی کہانی ہی کا حصہ تھا۔ ایک بار پھر اِس واقعے اور روایت کے وجود کا دَور اِس کے افسانوی یا فرضی داستان ہونے کی مخالفت کرتا ہے۔

۳: ارمتیہ کا یوسف اُسی یہودی عدالت کا رکن تھا جس نے مسیح کو رد کیا اوروہ ایک عزت دار یہودی مشیر تھا۔ لہذا ایسے شخص کا مسیحیوں کا تخلیق کردہ کردار یا ذات ہونا یاقرار دیا جانا خلافِ قیاس ہے۔ یہودی قیادت نے مسیح کو رَد کرنے میں جو کردار ادا کیا اُسکی بدولت مسیحیوں میں اُن کے لئے بڑی خفگی اور عداوت پائی جاتی تھی(1 تھسلنیکیوں2 باب15 آیت)۔ اِس لئے یہ بات بالکل بعید العقل ہے کہ مسیحی یسوعؔ کی لاش کے عام مجرموں کے ساتھ کسی اجتماعی قبر میں پھینک دیئے جانے کے عمل کو روکنے ، اور باعزت تدفین کے انتظامات کرنے کے لئے اُسی یہودی عدالت کے ایک رکن کی ذات کی خود جعلسازانہ طور پر تخلیق کرتے۔

۴: یسوعؔ کی تدفین کی موجودہ کہانی کے متقابل کسی اور کہانی کا وجود نہیں پایا جاتا۔ اگر ارمتیہؔ کے یوسفؔ کی طرف سے کئے گئے یسوعؔ کی تدفین کے انتظامات کی کہانی خود ساختہ اور جعلی ہے تو پھر ہم دو اہم باتوں کی توقع کرتے ہیں۔ یا تو پھر اِس بات کا تاریخی سراغ ملنا چاہیے کہ صلیبی موت کے بعد یسوعؔ کی لاش کے ساتھ کیا ہوا، اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر موجودہ تدفین کی کہانی کے متقابل مزید افسانوی کہانیوں کا وجود ہونا چاہیے۔ لیکن ہمارے تمام معلوماتی ذرائع ارمتیہؔ کے یوسف کے ہاتھوں یسوعؔ کی باعزت تدفین کے واقعے کے بارے میں یک آواز اور متفق الرائے ہیں۔ کیمبرج یونیورسٹی کے مرحوم جان اے۔ ٹی۔ روبنسن کے مطابق "یسوعؔ مسیح کی (ارمتیہ کے یوسف کی)قبر میں تدفین کا واقعہ یسوعؔ کے متعلق پائے جانے والے ابتدائی ترین اور سب سے زیادہ مصدقہ (مستند، تحقیق شدہ) حقائق میں سے ایک ہے"۔ [1]

حقیقت # 2: یسوعؔ کی تصلیب کے بعد آئندہ اتوار کے روز اُسکی پیروکار عورتوں کے ایک چھوٹے گروہ نے قبر کو خالی پایا۔

یہ حقیقت اخذ کرنے کی طرف عالمین کی رہنمائی کرنے والی وجوہات میں سے چندایک مندرجہ ذیل ہیں۔

۱: خالی قبر کی کہانی بھی مرقس کی طرف سے یسوعؔ کے دکھوں کے بیان کے متعلق استعمال کئے جانے والے معلوماتی مواد کا حصہ ہے۔یسوع کے دکھوں کے متعلق مرقس کو میسر معلوماتی مواد یسوع کی صلیبی موت اور ظاہراً شکست تک ہی محدود نہیں تھابلکہ وہ اُسکی قبر کے خالی ہونے کی بھی خبر دیتا تھا جو کہ ازروئے قواعد یسوعؔ کی تدفین کی کہانی کا ہی حصہ ہے۔

۲: ا۔کرنتھیوں 15: 3تا5آیات میں پولسؔ رسول کی طرف سے جس قدیم روایت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ یسوعؔ کی قبر کے خالی ہونے کی حقیقت کی دلالت کرتی ہے۔پہلی صدی کے کسی بھی یہودی کا کسی مُردہ شخص کے بارے میں یہ بیان دینا کہ"وہ دفن ہوا، اور وہ جی اُٹھا"اِس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اُس جی اُٹھے شخص کے پیچھے ایک خالی قبر موجود ہے۔مزید برآں" تیسرے دن" کا بیان کیا جاناجو کہ عورتوں کے قبر پر جانے کے سے متعلق ہے یہودی حساب کتاب سے غالباً یسوعؔ کی مصلوبیت کے بعدکے تیسرے دن کو ظاہر کرتا ہے۔پولسؔ رسول کی طرف سے پیش کی جانے والی چار سطروں پر مشتمل یہ روایت دونوں یعنی اناجیل کے بیانات اور ابتدائی رسولی تعلیمات (اعمال 13: 28تا31) کا خلاصہ پیش کرتی ہے۔ اور اِس روایت کی تیسری سطر پُر معنی انداز سے یسوعؔ کی خالی قبر کی کہانی سے اتفاق کرتی ہے۔

۳: کہانی بالکل سادہ ہے اور اُس کے اندر افسانوی تزئین و آراستگی کی علامات بالکل نہیں ہیں۔اِس نقطے کی سادگی اور صداقت کی داد دینے کے لئے کسی بھی شخص کو مرقس کے اِس انجیلی بیان کا موازنہ دوسری صدی کی غیر مستند تحریروں میں پائی جانے والی اُن انتہائی بھڑکیلی افسانوی کہانیوں سے کرنے کی ضرورت ہے، جن میں یسوعؔ کے قبر سے جی اُٹھنے کے وقت اُس کا سر بادلوں سے بھی اونچا بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اُس کے پیچھے پیچھے ایک کلام کرتی ہوئی صلیب کو دیکھنے کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

۴: پہلی صدی کے فلسطین میں عورتوں کی گواہی کو مکمل اور مستند تسلیم نہ کئے جانے کی حقیقت بھی مسیح کی خالی قبر کی دریافت کے بیان میں عورتوں کے کردار کو تقویت دیتی ہے۔جوسیفسؔ کے مطابق عورتوں کی گواہی کو اِس قدر بیکار، فضول اور غیر اہم سمجھا جاتا تھا کہ وہ یہودیوں کی شرعی عدالت میں بھی پیش نہیں کہ جا سکتی تھی۔یسوعؔ کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے متعلق کوئی بھی خود ساختہ اور افسانوی داستان لازماًمرد شاگردوں کو خالی قبر کے گواہوں کے طور پر پیش کرتی(یاپیش کرنے کی کوشش کرتی)۔

۵: یہودیوں کی طرف سے شاگردوں پر لگایا جانے والا یہ الزام کہ اُنہوں نے یسوع کی لاش چوری کی ہے (متی28باب15آیت)اِس بات کی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ قبر میں سے یسوعؔ کی لاش واقعی ہی غائب تھی۔جب شاگردوں نے یہ ابتدائی دعویٰ کیا کہ ''وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے'' تو اِس کے جواب میں یہودیوں کاردِ عمل تمسخرانہ انداز سے یسوعؔ کی قبر اور لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاگردوں کو دیوانہ کہہ کر اُن کا مذاق اُڑانانہیں تھا۔بلکہ اُنہوں نے یہ الزام لگایاکہ شاگردوں نے یسوعؔ کی لاش کو چُرا لیا ہے۔لہذا ہمارے پاس ابتدائی مسیحیوں کے مخالفین کی طرف سے مہیا کردہ یسوعؔ کی قبر کے خالی ہونے کا ثبوت موجود ہے۔

اس بارے میں اور بہت کچھ کہا جا سکتا ہے لیکن میرے خیال میں یہ یسوعؔ کے مرُدوں میں سے جی اُٹھنے کے موضوع کے ماہر آسٹریلوی محقق جیکب کریمرؔ کے اِن الفاظ کی تائید اور وضاحت کرنے کے لئے کافی ہے کہ "بڑے پیمانے پر مفسرین کی اکثریت یسوعؔ کی قبر کے خالی ہونے کے متعلق بائبلی بیان کے وثوق پر مضبوطی سے یقین رکھتی ہے۔" ۲

حقیقت # 3: کئی مختلف موقعوں پر متعدد حالات و واقعات کے تحت مختلف افراد اور لوگوں کے گروہوں نے مُردوں میں سے جی اُٹھے یسوعؔ کے ظہور کا تجربہ کیا۔

یہ وہ حقیقت ہے جو مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر قریباً دُنیا بھر میں نئے عہد نامے کے تمام عالمین کے درمیان مکمل طور پر تسلیم کی جاتی ہے۔

ا: جی اُٹھے مسیح کے ظہور کے چشمِ دید گواہوں کی فہرست جس کا حوالہ پولسؔ نے 1 کرنتھیوں 15: 5 تا7 میں دیا ہے اِس بات کی ضمانت دیتی ہے کہ یسوعؔ کا ایسا ظہور حقیقت میں وقوع پذیر ہوا تھا۔مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد یسوعؔ کے ایسے ظہور پطرس (کیفاؔ)پر، بارہ پر، پانچ سو سے زیادہ بھائیوں پر اور یعقوب پر ہوئے۔

۲: اناجیل کے اندر اِس طرح کے ظہور کی روایات مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد ظاہر ہونے کی متعددبلاواسطہ اور خودمختار شہادتیں فراہم کرتی ہیں۔یہ کسی بات کی تاریخی حقیقت کی سب سے اہم علامات میں سے ایک ہے۔پطرس پر یسوعؔ کے ظاہر ہونے کی خودمختارانہ شہادت لوقا نے دی ہے اور بارہ پر ظہور کی شہادت دونوں لوقا اور یوحنا نے دی ہے۔مرقس، متی اور یوحنا کے انجیلی بیانات میں ہمیں گلیلیوں پر یسوعؔ کے ظہور کی بلا واسطہ اور خودمختارانہ شہادتیں ملتی ہیں اور اِسی طرح عورتوں پر یسوعؔ کے ظاہر ہونے کی شہادتیں متی اور یوحنا کی اناجیل میں ملتی ہیں۔

۳: یسوع کے اِس نوعیت کے ظہور انسانی تاریخ کی نشان زدگی کا سبب بنے ہیں۔اناجیل سے ہمیں اِس بات کی واضح شہادت ملتی ہے کہ یسوع کی زمینی زندگی کے دوران نہ تو یعقوب اور نہ ہی اُس کے دوسرے چھوٹے بھائی اُس پر ایمان لائے تھے۔جب یہ حقیقت واضح ہے کہ یسوع کے خاندان کے افراد(خصوصاً اُسکے بھائی)شروع سے اُس پر ایمان نہیں رکھتے تھے توکسی کے پاس ایسا کہنے کا کوئی حتمی جواز نہیں کہ ابتدائی کلیسیا نے اُنکی بے اعتقادی کے متعلق خودساختہ اور افسانوی کہانیاں گھڑی ہیں۔لیکن یہ حقیقت ناقابلِ تردید ہے کہ یعقوبؔ اور اُسکے بھائی یسوع کی موت کے واقعے کے بعد سرگرم مسیحی ایماندار بن گئے تھے۔یعقوب کو تو رسول تصور کیا جاتا تھا اور ایک وقت آیا کہ وہ یروشلیم کی کلیسیا کے رہنما کے عہدے پر فائز ہوا۔پہلی صدی کے یہودی مؤرخ جوسیفسؔ کے مطابق 60 ء عیسوی کی دہائی کے آخر میں یعقوب اپنے مسیحی ایمان کی خاطر شہید ہوا۔وہ کون سی چیز ہے جو کسی انسان کو اِس بات پر آمادہ کرلے کہ اُس کا بھائی مجسم خُدا ہے اور وہ اپنے اِس ایمان کی خاطر جان تک دینے کو تیار ہو جائے؟کیا اِس بات میں ذرا برابر شک ہو سکتا ہے کہ یسوع کے چھوٹے بھائی یعقوب میں یہ حیرت انگیز اور غیر معمولی تبدیلی اِس وجہ سی آئی تھی کیونکہ مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد یسوعؔ اُس پر ظاہر ہوا تھا جیسا کہ پولس رسول نے بیان کیا ہے۔

حتّٰی کہ مُردوں کے جی اُٹھنے کے عقیدے پر تنقید کرنے والا نمایاں جرمن عالم گرِٹ ایل۔ ڈیمان بھی اِس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "اِس بات کو تاریخی لحاظ سے یقینی اور حتمی مانا جاسکتا ہے کہ یسوؔع کی موت کے بعد پطرس اور دیگر شاگردوں کو کوئی خاص تجربہ ہوا ہوگا جس میں یسوعؔ زندہ مسیحا کے طور پر طور پر اُن پر ظاہر ہوا۔" ۳

حقیقت # 4: اگرچہ یسوؔع کے اصل شاگردوں کا ذہنی میلان اور آمادگی اِس حقیقت کے برعکس تھی لیکن پھر بھی وہ اِس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ یسوؔع واقعی ہی مُردوں میں سے جی اُٹھا تھا۔

۱: اُن کا اُستاد، اُنکا مالک مر چکا تھا۔ اور یہودی شروع ہی سے ایک مرنے والے مسیحا کے لیے نہیں بلکہ ایک اُبھرتے ہوئے طاقتور مسیحا کے لئے ایمان رکھے ہوئے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ مسیحا اسرائیل کے دشمنوں یعنی رومیوں کو مار بھگائے گا اور داؤد کی بادشاہت کو پھر سے قائم کرے گا - نہ کہ کسی مجرم کی طرح صلیب پر لٹک کر شرمناک موت مرے گا۔

۲: یہودی شریعت کی روشنی میں یسوؔع کا ایک مجرم کے طور پر مصلوب ہو کر قتل ہونا یہ ظاہر کرتا تھا کہ وہ ایک بدعتی شخص تھا اور واقعی ہی خُدا کی طرف سے لعنت زدہ تھا (اِستثنا 21 باب 23 آیت)۔ شاگردوں کے لئے یسوؔع کی تصلیب کا صدمہ صرف یہی نہیں تھا کہ اُن کا اُستاد مر گیا تھا، بلکہ یہودی نقطہ نظر سے تصلیب یہ ظاہر کر رہی تھی کہ اِس سارے معاملے میں فریسی بالکل درست تھے ، اور شاگرد خود تین سال تک ایک بدعتی اور خُدا کی طرف سے لعنت زدہ شخص کی پیروی کرتے رہے تھے۔

۳: آخرت کے متعلق یہودی عقائد دُنیا کے آخر میں تمام انسانوں کے اجتماعی طور پر جی اُٹھنے سے پہلے کسی بھی انسان کے جلال اور ابدیت کے لئے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے تصور کو بھی خارج الامکان قرار دیتے ہیں۔ ابھی ایسی حالت میں یسوع کے شاگردوں کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ اُس روز تک جب تک کہ خُدا راستبازوں کو اپنے جلال میں داخل کرنے کے لئے زندہ نہ کرے، اپنے اُستاد کی قبر کی جس میں اُسکی لاش پڑی ہوئی تھی ایک مزار کے طور پر دیکھ بھال اور حفاظت کرتے رہتے۔

اِن سب باتوں کے باوجود شاگرد اُس کے جی اُٹھنے پر ایمان رکھتے تھے اور اِس ایمان کی خاطر جان تک دینے کے لئے تیار تھے۔ ایموری یونیورسٹی سے نئے عہد نامے کے ماہر عالم "لوُق جونسن" کا یہ کہنا ہے: "جو تحریک ابتدائی کلیسیا میں پائی جاتی تھی اُسے پیدا کرنے کے لیے کوئی بہت ہی طاقتور اور انقلاب پذیر تجربہ درکار تھا۔" ۴

ایک بہت ممتاز اور قابلِ احترام برطانوی عالم این۔ ٹی۔ رائٹ سب حقائق سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ "اِسی لئے ایک ماہر تاریخ دان کے طور پر یسوؔع کے اپنے پیچھے خالی قبر چھوڑ کر جی اُٹھنے کی حقیقت کے سوا میں ابتدائی کلیسیا کے ابھرنے کی وجوہات کی وضاحت کرنے سے قاصر ہوں۔" ۵

خلاصے کے طور پر چار ایسے حقائق ہیں جن پر اُن عالمین کی اکثریت متفق ہے جو اِن موضوعات کے متعلق لکھ چکے ہیں اور جنہیں ہر ایک موزوں مفروضے (یا مفروضہ پیش کرنے والے) کو ہمیشہ مدِ نظر رکھنا چاہیے: یسوؔع کا ارمتیہ کے یوسؔف کی قبر میں دفن کیا جانا، یسوؔع کی قبر کا خالی پایا جانا، جی اُٹھنے کے بعد مختلف لوگوں پر اُس کا ظہور اور یسوؔع کے جی اُٹھنے کی حقیقت پر شاگردوں کے ایمان کا آغاز۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اِن چاروں حقائق کی بہترین توضیح یا تشریح کیا ہو سکتی ہے؟ بہت سارے (غیر مسیحی) عالمین غالباً اِس بارے میں لا اَدری (ملحدانہ، مادی وجود کے علاوہ خُدا یا کسی اور وجود کے علم کا انکار کرنے والوں کا سا) رویہ اختیار کرتے ہیں۔ لیکن مسیحی یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ وہ قیاس آرائی جو اِن حقائق کی بہترین تشریح کرتی ہے یہ ہے کہ "خُدا نے یسوع کو مُردوں میں سے زندہ کیا۔"

ماہر تاریخ دان سی۔بی۔ میکلاغ اپنی کتاب میں چھ (٦) قسم کی آزمائشوں کی فہرست فراہم کرتا ہے جنہیں تاریخ دان اِس بات کا تعین کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں کہ اِن حقائق کی بہترین اور واضح ترین تشریح کیا ہے۔ [٦] یہ قیاس آرائی کہ "خُدا نے یسوع کو مُردوں میں سے زندہ کیا" تمام آزمائشوں پر پوری اُترتی ہے۔

۱: اِس میں بہت زیادہ توضیحی و تشریحی وسعت ہے: یہ اِس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ یسوؔع کی قبر کیوں خالی پائی گئی، شاگردوں کو یسوؔع کے جی اُٹھنے کے بعد اُسکے ظہور کا تجربہ کیونکر ہوا اور مسیحی ایمان کیونکر قیام میں آیا۔

۲: اِس میں بہت زیادہ توضیحی اور تشریحی قوت ہے: یہ اِس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ یسوؔع کی لاش قبر سے کیوں غائب تھی، اور عوام الناس کے سامنے یسوؔع کے جسمانی دُکھوں اور سزائے موت کے باوجود کیونکر لوگوں نے اُسے بار ہا زندہ دیکھا۔

۳: یہ بہت قرین قیاس (بظاہر معقول) ہے: یسوؔع کی بے مِثل زندگی اور دعوؤں کی روشنی میں اُس کے جی اُٹھنے کی حقیقت، اُس کے اپنی ذات کے متعلق الوہیت کے غیر معمولی دعووں کی خُدا کی طرف سے تصدیق کا کام سرانجام دیتی ہے۔

۴: یہ بِلا سابق جواز یا مصنوعی نہیں: اِسے صرف ایک اور اضافی دلیل درکار ہے کہ "خُدا موجود ہے۔" اور اگر محقق (تحقیق کرنے والا) خُدا کے وجود پر پہلے سے یقین رکھتا ہے تو اِس اضافی دلیل کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۵: یہ تسلیم شدہ حقائق سے ہم آہنگ ہے: یہ قیاس آرائی یا عقلی دلیل کہ "کہ خُدا نے یسوع کو مُردوں میں سے زندہ کیا" اس تسلیم شدہ عقیدے سے کسی صورت متصادم نہیں کہ لوگوں (خُدا کی قدرت سے) مُردوں میں سے زندہ ہو سکتے ہیں۔

٦: یہ 1 تا 5 آزمائشوں پر پورا اُترنے کی وجہ سے اپنی متقابل دیگر تمام قیاس آرائیوں کو مات دیتی ہے: تاریخ میں (یسوؔع کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے) حقائق کی متبادل وضاحت کے لئے مختلف دلائل جیسے کہ (لاش چوری کا) سازشی مفروضہ، یسوؔع کی ظاہری (مگر غیر حقیقی) موت کا مفروضہ، (شاگردوں کی) فریب نظری کا مفروضہ وغیرہ وغیرہ پیش کئے جاتے رہے ہیں۔ ایسے مفروضات پوری دُنیا میں ہر دور میں اُن کے ہمعصر عالمین کی طرف سے جھوٹے ثابت کر کے رد کئے جاتے رہے ہیں۔ اِن مادیت پسندانہ مفروضات میں سے آج تک کوئی ایک بھی نہ تو اِن آزمائشوں اور شرائط پر پورا اُترنے میں کامیاب ہوا ہے اور نہ ہی یسوؔع کے جی اُٹھنے کے متعلق حقائق کی بنیاد پر پیش کردہ دلائل کا مقابلہ کر پایا ہے۔

ابھی یہ صورتحال متشکانہ (شک پر مائل) ناقدین کو قدرے مایوسانہ حالات میں دھکیل دیتی ہے۔ چند سال پہلے مَیں نے کیلیفورنیا کے شہر آیروائن کی یونیورسٹی کے ایک پروفیسر کے ساتھ یسوؔع کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے عنوان پر ایک مباحثہ میں حصہ لیا۔ اُس پروفیسر نے اپنی ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لیے مطلوبہ مقالہ یسوؔع کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے پر لکھا تھا اور وہ ہر طرح کے ثبوتوں اور حقائق سے اچھی طرح واقف تھا۔ وہ کسی صورت یسوؔع کی باعزت تدفین، اُسکی قبر کے خالی پائے جانے، جی اُٹھنے کے بعد اُس کے شاگردوں پر ظاہر ہونے، اور یسوؔع کے جی اُٹھنے پر شاگردوں کے مضبوط ایمان کے آغاز جیسے حقائق کا انکار نہیں کر سکتا تھا۔ لہذا اُس کے پاس واحد راستہ یہی تھا کہ وہ اِن سب

حقائق کی کوئی متبادل وضاحت پیش کرے۔ پس اُس نے یہ دلیل دی کہ یسوؔع ناصری کا ایک نامعلوم لیکن ہو بہو اُس جیسا جڑواں بھائی تھا جو بچپن میں ہی اُس سے جدا ہو گیا تھا اور کہیں اور ہی پلا بڑا تھا۔ لیکن یسوؔع کے مصلوب کئے جانے کے وقت وہ یروشلیم آیا، اُس نے قبر میں سے یسوؔع کی لاش چرائی، اور اپنے آپ کو یسوؔع کے طور پر شاگردوں کے سامنے پیش کیا۔ پس شاگردوں نے اپنی غلط فہمی (اور بظاہر ایک شخص کے دھوکے) سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یسوؔع مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے۔ ابھی مَیں اِن تفصیلات میں جانے کی زحمت نہیں اُٹھانا چاہتا کہ کس طرح مَیں نے اُس کے نظریے کو جھوٹا ثابت کرتے ہوئے مسترد کیا۔ لیکن میرے خیال سے یہ مثال اِس بات کی واضح تصویر کشی کرتی ہے کہ مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی حقیقت کو جھٹلانے کی کوشش میں تشکیک پرستوں (شک وشبہات رکھنے والوں) کو کس مایوسانہ حد تک ہاتھ پاؤں مارنے پڑتے ہیں۔

درحقیقت یسوع کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے متعلق ثبوت اور دلائل اِس قدر مضبوط ہیں کہ دُنیا کے ممتاز یہودی عالمِ دین مرحوم پِنخاس لاپِیڈے نے جو یروشلیم میں عبرانی یونیورسٹی میں پڑھایا کرتے تھے ثبوتوں اور حقائق کی بنیاد پر اِس بات پر قائل ہونے کا اعلان کیا کہ "اسرائیل کے خُدا نے یسوع ناصری کو مُردوں میں سے زندہ کیا۔" [7]

یسوؔع کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی اہمیت کا انحصار اِس حقیقت پر ہے کہ یہاں کسی عیرے غیرے شخص کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی بات نہیں کی جا رہی بلکہ یسوؔع ناصری کے جی اُٹھنے کی بات کی جا رہی ہے جس کو مصلوب کر کے مار دینے کے لئے یہودی قیادت نے اُس کے الوہیت کے مبیّنہ گستاخانہ اور کفرانہ دعووں کی بدولت لوگوں کو اکسانے، بھڑکانے اور ورغلانے کا کام کیا تھا۔ اگر وہی رَد کیا ہوا یسوؔع ناصری مُردوں میں سے جی اُٹھا تھا تو اِس کا مطلب تو یہ ہے کہ الوہیت کا دعویٰ کر کے جس خُدا کی شان میں اُس نے مبیّنہ گستاخانہ اور کفرانہ عمل کیا تھا اُسی خُدا نے اُسکو مُردوں میں سے زندہ کر کے اُس کے اُن دعووں کی تائید و تصدیق کر دی تھی۔ پس مذہبی نسبتیت اور تکثیریت کے دور میں یسوؔع کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی حقیقت اُس مضبوط چٹان کو تشکیل دیتی ہے جس کی بنیاد پر ہر مسیحی یسوؔع ناصری کی صورت میں خُدا کی ذات کے حتمی مکاشفے پر اپنے ایمان میں قائم رہ سکتا ہے۔

کتابیات واقتسابات

1 John A. T. Robinson, *The Human Face of God* (Philadelphia: Westminster, 1973), p. 131.
2 Jacob Kremer, *Die Osterevangelien—Geschichten um Geschichte* (Stuttgart: Katholisches Bibelwerk, 1977), pp. 49-50.
3 Gerd L¸demann, *What Really Happened to Jesus?*, trans. John Bowden (Louisville, Kent.: Westminster John Knox Press, 1995), p. 80.
4 Luke Timothy Johnson, *The Real Jesus* (San Francisco: Harper San Francisco, 1996), p. 136.
5 N. T. Wright, “The New Unimproved Jesus,” *Christianity Today* (September 13, 1993), p. 26.
6 C. Behan McCullagh, *Justifying Historical Descriptions* (Cambridge: Cambridge University Press, 1984), p. 19.
7 Pinchas Lapide, *The Resurrection of Jesus*, trans. Wilhelm C. Linss (London: SPCK, 1983).